OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 28, Issue, 1, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

ابو الطیب سندھی کی شرح ترمذی کا اسلوب و خصوصیات: تعارفی مطالعہ

Epistemological Approach and characteristics of Hayyāt al Mahjah: An introductory study

Dr. Abdul Ghaffar Madani
Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University, Sanghar Campus, Sindh, Pakistan
Dr Muhammad Israel Khan
Assistant Professor, Muhiuudin Post Graduate College, Rawalakot, Pakistan

Abstract

KEYWORDS:

Abu Tayyab Sindhi, Tirmidhī, fiqh, Hanfi, Durr-ul-Mukhtar, jurisprudence, Hayyat al Mahjah.

Date of Publication: 30-06-2023

CC BY NC ND

Sheikh Abu Tayyab Muhammad Bin Abdul Qadir Sindhi (d.1149 A.H) was one of the renowned Islamic scholars and prolific authors of the Hanafī School of jurisprudence in the twelfth-century A.H from Sindh. He born in Sindh and then migrated to Harmain Shareef for higher education of Islamic disciplines. Due to his proficiency, he became Imam ul Harm and Teacher at Grand Masjid Nabvi at Madina Munwarah. He had great contribution in disciplines of Hadith and jurisprudential studies, as well as other fields of knowledge. He wrote many books in various topics of Islamic studies especially his most significant work on Jami Tirmidhī known as (حیاۃ المحجة و ایضاح الوحجة) and commentary on Durr al Mukhtar know as (قرۃ الانظار فی شرح تنویر الابصار) is famous among scholars. Jami Tirmidhī is considered one of the important books in the Seha sita, lot of prominent Scholars have made commentary as well as footnote of this book. Sheikh Sindhi`s commentary also significant amongst scholars of Hadith, Furthermore, this is one of the best commentaries on Jami Tirmidhī. His commentary deals with all objects like principles of Hadith and ilm-ur-rijal (history of narrators) and other aspects of research. This article is an attempt to explore his efforts and importance of this book and also discuss the methodology of Sheikh Abu Tayyab Sindhi to explain and address the Jami Tirmidhī,

تمہید:

صحاح ستہ میں جامع ترمذی جامعیت، افادیت اور امتیازی اسلوب کے اعتبار سے اہم کتاب شمار ہوتی ہے، اس عظیم کتاب میں ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) نے سند حدیث، اختلاف متن حدیث، حکم حدیث، آثار صحابہ اور مذاہب فقہاء، آراء علماء اور تعارف راوی وغیرہ بیان کرنے میں غیر معمولی دقت سے کام لیا ہے۔ عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی کے مقدمہ میں علامہ ابو بکر بن عربی (متوفی ۵۴۶ھ) رقم طراز ہیں: جامع ترمذی چودہ علوم کے اعتبار سے امتیازی خصوصیات سمیت متنوع موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔[1] جامع ترمذی کی جامعیت کے حوالے سے شیخ نور الدین عتر حلبی (متوفی ۱۴۴۳ھ) لکھتے ہیں: جامع ترمذی کا شمار علم حدیث کی جلیل القدر کتب میں ہوتا ہے، یہ درایت، روایت و فقہ کی جامع ہے، اس کا مطالعہ و غور فکر کرنے والا تو گویا متنوع فوائد اور مختلف علوم کے دریا میں غوطہ زن ہے۔ یہ کتاب اگرچہ حدیث کی ہے مگر یہ فقہ اور ائمہ و علماء کا اراء و متنوع مذاہب کا بحر بیکراں ہے، اس میں علوم الرجال، جرح، اسماء وکنیت کا بیان اور علل حدیث بھی بیان ہوئی ہیں۔[2] جامع ترمذی پر تحریر کردہ شروحات، حواشی و تعلقیات بھی بکثرت ہیں۔ سندھ سے تعلق رکھنے والے بارہویں صدی کے عظیم محدث، فقیہ اور امام مسجد نبوی شیخ ابو الطیب سندھی نے بھی جامع ترمذی کی مختصر و جامع شرح بنام "حیاۃ المہجۃ و ایضاح الوجحۃ" تحریر کی ہے، یہ شرح اہل علم میں معروف ہے، اس شرح کا مختصر تعارفی مطالعہ پیش خدمت ہے۔

شارح موصوف کا مختصر تعارف:

شارح الحدیث، ماہر فقیہ، امام و مدرس مسجد نبوی، قاضی ابو الطیب محمد بن عبد القادر سندھی، نقشبندی بارہویں صدی کے ایک فاضل اور یگانہ روز گار شخصیت ہیں، بلند پایہ عالم، فقیہ، محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مصنف بھی تھے، ان کی پیدائش و ابتدائی تعلیم و تربیت سندھ میں ہوئی، مگر تاریخ پیدائش و شہر پیدائش اور تعلیم کے حوالے سے تاریخ کے اوراق خاموش ہیں، بقول عبد الحیّ حسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت سندھ میں حاصل کی، اس کے بعد سنہ ۱۱۲۰ھ میں عازم حرمین ہوئے، حرمین شریفین کے جید علماء و مشائخ سے مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل کی اور وہاں کے کثیر علماء و مشائخ سے فیضیاب ہوئے، فقہ، حدیث، نحو، منطق، معانی، بیان و بدیع میں کمال دسترس حاصل کر کے مسجد نبوی میں درس و تدریس کی مسند پر فائز ہو کر متلاشیان علم کو بہرہ ور کرتے رہے، کثیر اہل علم آپ سے اکتساب علم و فیض کیا، نیز علوم و فنون میں غیر معمولی مہارت کی بناء پر آپ کو مسجد نبوی میں امامت و تدریس کے منصب پر فائز کر دیا گیا۔[3]

شیوخ واساتذہ کرام:

شیخ ابو الطیب سندھی نے کثیر علماء و مشائخ سے اکتساب علوم کیا، اور کثیر اہل فضل سے سند حدیث و اجازات حاصل کیں، ان کے بعض معروف مشائخ کے نام یہ ہیں: علامہ فہامہ، صاحب کمالات کثیرہ شیخ ابراہیم بن حسن کورانی (متوفی ۱۱۵۱ھ)، خاتم المحققین، مسند حجاز شیخ حسن بن علی عجیمی (متوفی ۱۱۱۳ھ)، شیخ احمد بن محمد البنا الدمیاطی (متوفی ۱۱۱۷ھ)، طاہر بن ابراہیم کورانی، حافظ حجاز و محدث عبد اللہ بن سالم بصری مکی (متوفی ۱۱۳۴ھ) اور محمد سعید کوکنی قرشی، نقشبندی وغیرہ، یہ وہ حضرات ہیں جن سے اکتساب کا تذکرہ علامہ سندھی نے خود اپنی اجازت میں کیا ہے۔[4]

چند ممتاز تلامذہ واجازت یافتگان:

شیخ ابو الطیب سندھی سے بڑے بڑے اصحاب علم و فضل نے سند اجازت و شرف تلمذ پایا ہے، جن میں سے چند معروف شخصیات یہ ہیں: شیخ ابو الخیر بن احمد بن ابو الغیث مغلبائی حنفی (متوفی ۱۱۶۴ھ)، محی الدین بن احمد بن ابو الغیث مغلبائی حنفی (متوفی ۱۱۸۷ھ)، شیخ و خطیب عبد الرحمن بن عبد الکریم انصاری مدنی (متوفی ۱۱۹۵ھ)، یوسف انصاری (متوفی ۱۱۷۷ھ)، علامہ عبد الخالق مزجاجی (متوفی ۱۲۰۱ھ)، شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ)، شیخ عبد اللہ بن ابراہیم بری (متوفی ۱۱۷۵ھ)، شیخ محمد بن علی الشروانی، شیخ یوسف بن عبد الکریم مدنی، محمد آفندی بن علی آفندی بن ابراہیم زہری شروانی، شیخ ابراہیم بن یحیٰ نقشبندی، حسن بن احمد آفندی اور محمد آفندی ارنود امام القلعہ السلطانیہ وغیرہ لاتعداد اہل علم نے آپ سے اکتساب علم و اجازات اور اسانید حدیث حاصل کیں۔[5]

شیخ ابو الطیب سندھی کا علماء ومشائخ میں مقام:

کثیر اصحاب علم و فضل نے شیخ ابو الطیب سندھی کی علمی عظمت کا اعتراف کیا ہے، شیخ ابو الطیب سندھی کی تعریف میں شیخ عبد الرحمٰن انصاری رقم طراز ہیں: ابو الطیب بن عبد القادر سندھی ایک نادر روزگار فاضل، عالم باعمل اور مسجد نبوی کے امام و خطیب و مدرس شہیر تھے۔[6] صاحب "تراجم اعیان المدینۃ فی القرن ثانی عشر" لکھتے ہیں: شیخ ابو الطیب محقق عالم، مدقق، ماہر فقیہ، حنفی مذہب پر شدت سے عمل پیرا اور علم قراءت میں ماہر تھے۔[7]

تصانیف وتالیفات:

شیخ ابو الطیب سندھی کو علوم نقلیہ و عقلیہ پر کامل دسترس حاصل تھی، آپ کی علمی تصانیف میں سے بعض وقیع تالیفات یہ ہیں:

حیاۃ المہجۃ وایضاح الوجحۃ علی سنن الحافظ الحجۃ: یہ شرح ترمذی کی مختصر و جامع شرح ہے، اس کا بعض حصہ سنہ ۱۲۹۹ھ میں مطبع نظامی کانپور سے دوسری شروحات ترمذی کے ساتھ شائع ہوا تھا، مگر مکمل شرح ابھی تک جدید تحقیق واشاعت کی منتظر ہے۔ دنیا کے مختلف مکتبوں میں اس شرح کے مختلف نسخے مخطوطات کی صورت میں محفوظ ہیں، جن میں سے مکتبہ محمودیہ، مکتبہ قادریہ بغداد وغیرہ کے نسخے معروف ہیں۔ مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ میں مؤلف کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا مخطوطہ موجود ہے جو کہ تقریباً چودہ سو اٹھاراں (۱۴۱۸) صفحات پر مشتمل ہے جس کے ہر ورق میں ۲۳ سطریں ہیں۔ یہ نسخہ شارح موصوف نے خود وقف کیا جو کہ بعد میں معروف محدث شیخ عابد سندھی کے زیر مطالعہ بھی رہا۔[8]

قرۃ الانظار علی شرح تنویر الابصار: یہ در مختار کی مختصر و جامع شرح ہے، اس شرح کے مختلف نسخے مکتبہ محمودیہ، مکتبہ سلیمانیہ ترکی، مکتبہ عبد اللہ بن عباس طائف اور پشاور میں محفوظ ہیں۔[9] قرۃ الانظار شرح تنویر الابصار میں ابو الطیب سندھی کی فقہی جزئیات پر کمال مہارت و فقہی بصیرت خوب عیاں ہوتی ہے۔

حاشیۃ الذیلعی علی الکنز: اس حاشیے کا تذکرہ شیخ ابو الطیب نے شرح ترمذی میں مختلف مقامات پر کیا ہے۔[10] مگر اس کے کسی نسخے کا سراغ ہمیں نہیں مل سکا۔

اس کے علاوہ شیخ ابو الطیب سندھی کے کچھ رسائل جن کا تذکرہ شارح موصوف نے شرح ترمذی اور اپنی اجازت میں کیا ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

رسالۃ فی ذکر المنازل والمیاہ فی طریق الحج۔

الفیوضۃ المجتمعۃ بتحقیق مبدا الاعتکاف فی ایام العشرۃ۔

شرح رحمۃ اللہ السندی فی وصیۃ الحج البدل وافعالہ۔

رسالۃ جواب اخر فی مسالۃ حج البدل۔

رسالۃ فی ضبط قول النبی ﷺ لسیدنا حذیفہ۔

النصوص الجلیلۃ القاضیۃ بعدم کراہیۃ من صلی الصبح بسبح اسم ربک الاعلی وہل اتاک حدیث الغاشیۃ۔

اس کے علاوہ بھی شیخ ابو الطیب کی بہت سے تالیفات مختلف مکتبوں میں طبع کی منتظر ہیں۔

انتقال پر ملال:

شیخ ابو الطیب سندھی نے بھرپور علمی زندگی گذار کر ۱۱۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور جنۃ البقیع میں تدفین ہوئی۔[11]

جامع ترمذی اور شروح جامع ترمذی کا مختصر تعارف:

امام ابو عیسیٰ محمد عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) علوم حدیث میں غیر معمولی شہرت رکھتے تھے، آپ کے اساتذہ و مشائخ میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، امام مسلم، امام دارمی، قتیبہ بن سعید، محمد بن غیلان، محمد بن بشار اور سفیان بن وکیع وغیرہم جیسے اساطین علم حدیث ہیں، ان کی مشہور زمانہ تالیف حدیث جامع ترمذی اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے نہایت عمدہ، معتمد و مستند کتاب ہے، امام ترمذی خود فرماتے ہیں: ہم نے اس کتاب میں اقوال فقہاء اور علل حدیث کا ذکر کیا ہے۔ مزید ایک مقام پر لکھتے ہیں: اس کتاب میں تمام احادیث معمول بہا ہیں اور اہل علم نے قبول کیا اور حجت لی ہے۔[12] جامع ترمذی غیر معمولی اہمیت کو دیکھ کر بعض اہل علم نے اس کتاب کو صحیحین پر ترجیح دی ہے، جیسا کہ امام ذہبی کی سیر اعلام النبلاء میں مذکور ہے۔[13] نیز صاحب قوت المغتذی نے مقدمہ میں علامہ ذہبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں: یہ کتاب نفع بخش علم، ان گنت فوائد واہم مسائل کا سرچشمہ، اصول اسلام میں منفرد و یکتا ہے۔[14] جبکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مطابق یہ کتاب مجتہد کے لیے کافی اور مقلد کو بے نیاز کر دینے والی ہے۔[15] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بقول اس کتاب کو کئی جامع فوائد کے لحاظ سے تمام کتب احادیث پر فوقیت دی گئی ہے۔[16] اس قدر عمدہ کتاب قبولیت و اعتماد کی بناء پر صحیح بخاری کے بعد سب سے زیادہ شروح بھی جامع ترمذی کی ہیں، ایک محتاط اندازے کے مطابق جامع ترمذی کی شروحات اور جامع ترمذی کے متعلق کتب جن میں تعلقیات، مختصرات، مستخراجات بھی شامل ہیں، ان کی تعداد پچاس سے تجاوز کر چکی ہے، جامع ترمذی کی مشہور و معروف شروحات میں سے چند کے نام یہ ہیں: عارضۃ الاحوذی از قاضی ابی بکر ابن العربی المالکی، النفح الشذی از ابن سید الناس، شرح جامع الترمذی از ابن رجب حنبلی، انجاز الوعد الوفی از ابن الملقن، العرف الشذی علای جامع الترمذی، از عمر بلقینی، شرح جامع الترمذی از ابن حجر عسقلانی، منہاج السنن، از محمد فرید زربوری، قوت المغتذی از جلال الدین سیوطی۔ برصغیر میں بھی جامع ترمذی کو خصوصی اہمیت سے نوازا گیا ہے، عربی، فارسی اور اردو میں کم وبیش ۲۰ شروحات تحریر ہوئیں ہیں، جن میں سے شرح ترمذی از ابو الحسن سندھی، تحفۃ الاحوذی از مبارکفوری، العرف الشذی از انور شاہ کشمیری، معارف السنن از شیخ یوسف بنوری معروف ہیں، فارسی میں سراج احمد سرہندی کی شرح بھی اہل علم میں معتمد و معروف ہے۔

حیاۃ المہجۃ و ایضاح الوجحۃ کا تعارف اور لکھنے کا سبب:

شیخ ابو الطیب سندھی نے یہ شرح اپنی عمر کے آخری حصہ میں لکھنا شروع کی اور ۱۸ شوال بروز ہفتہ

۱۱۳۴ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ یہ شرح علمی تحقیق کا مختصر و عظیم شاہکار ہے اور یہ شرح شارح کی وسعت علمی و علم حدیث پر عمیق نظر کا درخشاں باب ہے، آج سے ایک صدی قبل مطبع نظامیہ سے اس کا کچھ حصہ دیگر شروحات کے ساتھ شائع ہو چکا ہے اس شرح کا مکمل نام حیاۃ المھجۃ و ایضاح الوجحۃ ہے۔ یہ سنن ترمذی کی مختصر اور جامع شرح ہونے کے ساتھ مکمل شرح ہے، اس کے لکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے شارح موصوف لکھتے ہیں: بعد حمد و صلوٰۃ، رب کے عفو و کرم کا امیدوار محمد ابو الطیب بن عبد القادر سندھی، مدنی، حنفی، نقشبندی ابتداء کرتا ہے کہ حافظ، حجت کاملہ، متقن، محدث محمد بن عیسیٰ ترمذی کی کتاب سنن ترمذی کتب حدیث میں عمدہ ترتیب پر مرتب ہے، جس میں احادیث کی تکرار قلیل ہے، اور ایسے عمدہ نکات سے مزین ہے جو کہ دیگر کتب احادیث میں نادرالوجود ہیں، اس کتاب میں مذاہب، وجوہ استدلال کے ساتھ ساتھ صحیح، حسن، غریب احادیث کی اقسام کو بیان کرنے اور کثیر عمدہ فوائد جمع کر دیے ہیں، اس کی قدر و منزلت سے اہل علم بخوبی واقف ہیں، یہ کتاب صاحب اجتہاد کو کافی اور مقلد کو بے نیاز کرنے والی ہے۔ شیخ ابو اسمعیل ہروی کہتے ہیں میرے نزدیک یہ کتاب صحیحین سے زیادہ مفید ہے کیونکہ اس سے ہر کوئی مستفید ہو سکتا ہے جبکہ صحیحین سے تبحر عالم ہی مستفیض ہو سکتے ہیں۔ مزید شارح لکھتے ہیں کہ میں نے اس عمدہ کتاب کی کامل شرح نہیں پائی، اس کتاب کے کثیر مقامات حل طلب ہیں، علامہ سیوطی نے کچھ کی توضیح کی، قاضی ابو بکر نے کامل شرح تحریر کی مگر انہوں نے مذہب امام مالک کو بیان کیا ہے، کثیر الفاظ وضاحت کے متقاضی ہیں۔ ابن سید الناس نے اس کے بعض حصے کی شرح کی حافظ زین الدین اس کی تکمیل شروع کی مگر مکمل نہ ہو سکی، ابن حجر عسقلانی کی شروح پر میں مطلع نہ ہو سکا، اس کے علاوہ ابن حجر نے ترمذی اور فی الباب میں کتاب تحریر کی مگر مجھ نہ مل سکی۔ میں نے استخارہ کیا کہ اس کی شرح کروں جو اس کے تمام مشکل الفاظ کو حل کر دے۔ میں نے یہ شرح لکھنا شروع کی اس امید پر کہ میں اپنا نام رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق "اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جو میری حدیث سنے اور اس محفوظ رکھے اور آگے جس طرح سنا اس طرح پہنچا دے" والی فہرست میں شامل کروالوں۔ جلیل القدر امام، حجۃ، الثقہ حافظ متقن، ابی عیسیٰ محمد عیسیٰ ترمذی محتاج تعارف نہیں، ان کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، قتیبہ بن سعید، محمد بن غیلان، محمد بن بشار، احمد بن منیع، محمد بن مثنیٰ اور سفیان بن وکیع وغیر ہم سے آپ نے اکتساب علم کیا، اور امام ترمذی سے خلق کثیر مستفید ہوئی جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں، علم حدیث میں ان کی تصانیف کثیر ہیں، جن میں شمائل اور سنن ترمذی معروف ہیں۔ نیز امام ترمذی نے اپنی کتاب کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ ۱۔ وہ احادیث جو قطعی طور پر صحیح ہیں اور یہ بخاری و مسلم کے موافق ہیں ۲۔ دوسری قسم کی احادیث جو ابو داؤد اور نسائی کی شرائط پر صحیح ہیں۔ ۳۔ جن کا احادیث کا صحیح ہونا قطعی و یقینی نہ ہو، مزید یہ کہ امام

ترمذی محدثین کے حوالے سے اس کی علت وسقم بھی بیان کر دیتے ہیں تاکہ شبہ ختم ہو جائے۔ ۴۔ چوتھی قسم ان احادیث کی ہے جس کے بارے میں امام ترمذی کہتے ہیں میں نے اس کتاب میں بعض ان احادیث کو ذکر کر دیا ہے جن پر محدثین وفقہاء کرام کا عمل ہے۔[17]

شارح موصوف کے اسلوب ومنہج کا جائزہ:

شیخ ابوالطیب سندھی حدیث وعلوم حدیث میں کمال دسترس رکھتے تھے، ترمذی کی شرح کرتے ہوئے علوم حدیث کے تمام پہلوؤں کا خاص خیال رکھا ہے، جن میں سے بعض خصوصیات پیش خدمت ہیں: اس شرح میں شارح موصوف نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ لفظ قولہ۔۔۔ کہہ کر جس کلمہ یا جملہ کی شرح کرنی ہوتی ہے وہ بیان کر کے تشریح کرتے ہیں، اس طرح جامع ترمذی میں موجود غیر معروف اعلام کا مختصر تعارف واحوال بیان کرنے کے ساتھ بعض اوقات جرح وتعدیل کے اعتبار سے حکم بھی بیان کر دیتے ہیں۔ فی الباب میں آپ حدیث کو اصل کتب سے نقل کر دیتے ہیں اگر حدیث کے لفظوں میں فرق ہے تو وہ بھی بیان کر دیتے ہیں، نیز توابع وشواہد احادیث پیش کرتے ہیں۔ حدیث کے حکم کے حوالے سے امام ترمذی کی مخصوص اصطلاحات کی توضیح وعلوم حدیث کے متعلق اصطلاحات کے ساتھ ائمہ ومحدثین کا اگر اس حدیث پر کلام ہو تو اس کو بیان کر کے امام ترمذی پر ہونے والے اشکالات کو عمدگی سے دفع کیا ہے۔ حدیث پر اگر مذاہب اربعہ کے ائمہ کا اختلاف ہے وہ بیان کر دیتے ہیں، نیز شرح میں احناف کے مؤقف واصول کی وضاحت وترجیح بھی بیان کر دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر تحقیق وتنقید میں کچھ طوالت بھی کی ہے۔ مختلف احادیث میں تطبیق وتاویل کر کے مسئلہ کو سہل کر کے پیش کرتے ہیں، مختلف شارحین حدیث کے کثیر اقوال سے شرح کو خوب آراستہ کیا ہے، احادیث سے استنباط شدہ علمی نکات وفوائد کو جمع کر دیے ہیں، بعض کتب خصوصاً علوم حدیث کے متعلق کتب کا تعارف پیش کیا ہے، بعض اہل علم کے تسامحات پر تنبیہ کے ساتھ مختلف نسخوں میں فرق ہو تو واضح کر دیتے ہیں، مشکل ودقیق الفاظ کی توضیح کر دیتے ہیں، لغوی، نحوی، و اصطلاحی معانی ومطالب کے ساتھ بعض اوقات نحوی حیثیت بھی بیان کر دیتے ہیں، شرح پر وارد ہونے والے اشکالات کے جوابات دیتے ہیں، "قلتُ" یا "أقُولُ" کے ساتھ نادر نکات بیان کر دیتے ہیں، الغرض یہ شرح علمی ابحاث وافادات اور اقوال ائمہ کا حسین مرقع ہے، نیز بعد کے شارحین حدیث اس شرح سے مستغنی نہ رہے بلکہ اس سے استفادہ کیا اور اس کے اقتباسات اپنی شروحات میں تحریر کئے ہیں۔ جیسے تحفۃ الاحوذی، العرف الشذی اور معارف السنن وغیرہ شروحات میں کثیر اقتباسات موجود ہیں۔

امام ترمذی کے فی الباب پر احادیث کی تخریج واستخراج:

امام ترمذی کی بیان کردہ حدیث کی تخریج میں شارح موصوف نے غیر معمولی دقت سے کام لیا ہے اور اکثر احادیث کی تخریج صحاح ستہ اور دوسری کتب احادیث سے کر دیتے ہیں۔ اس طرح امام ترمذی بسا اوقات کسی باب میں حدیث بیان کرنے کے بعد وفی الباب عن فلان و فلان یعنی حدیث کے مختلف طرق بیان کر دیتے اور ان صحابہ کرام کا نام بیان کر دیتے جن سے اس معانی و مضامین پر احادیث مروی ہیں۔ شیخ ابو الطیب سندھی نے اس بات کا خوب اہتمام کیا ہے کہ ان احادیث کی تخریج کے ساتھ اگر الفاظ میں کچھ فرق یا اضافہ ہو وہ بھی بیان کر دیا جائے، مثلاً امام ترمذی حضرت ابن مسعود سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے کہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہے، مزید یہ بیان کیا کہ اس باب میں حضرت ابوہریرہ، سلمان، جابر، ابن عمر سے روایات ہیں۔ اس پر شارح موصوف نے ان اصحاب سے مروی روایت کی تخریج بیان کر دی ہے: حضرت ابوہریرہ سے مروی روایت ابن ماجہ میں ہے اور اس کے الفاظ ہیں: "وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ، وَالرِّمَّةِ" اور نسائی میں لفظ "نَهَانَا" سے اس حدیث کی ابتداء ہوئی۔ جبکہ حضرت سلمان کی حدیث بھی ابن ماجہ میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں: وَلَا نَكْتَفِيَ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلَا عَظْمٌ اور امام مسلم اس حدیث کو ان لفظ سے روایت کیا ہے: نَهَانَا أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ اور حضرت جابر اور ابن عمر سے بیان کردہ روایت ابوداؤد میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ جَابِرَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَعْرٍ اور ابن عمر کے الفاظ یہ ہیں: بِرَجِيعِ دَابَّةٍ، أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ۔[18]

اس طرح اگر حدیث تخریج کے کرتے ہوئے اگر روایت کردہ شخص سے نہیں ملتی تو اس کی بھی وضاحت کر دی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے حدیث نقل کی ہے: اگر امت پر مشقت نہ سمجھتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم ضرور دیتا۔ اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق، علی، عائشہ، ابن عباس، حدیفہ، زید بن خالد، انس، عبداللہ ابن عمرو، ام حبیبہ، ابن عمر، ابی امامہ، ابو ایوب، تمام بن عباس، عبداللہ بن حنظلہ، ام سلمہ، واثلہ اور ابو موسیٰ سے روایات ہیں۔ اس پر شارح موصوف رقم طراز ہیں: یہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں سوائے صدیق اکبر سے مروی روایت کے، یہ روایت صحاح ستہ میں مجھے نہ مل سکی، اس طرح تمام بن عباس اور واثلہ کی روایت بھی نہ مل سکی، نیز ان روایات کے الفاظ میں تفاوت ضرور ہے۔[19]

امام ترمذی کی اصطلاحات و حکم حدیث کی توضیح:

امام ترمذی بعض اوقات حدیث نقل کرنے کے بعد اس کا حکم بھی بیان کر دیتے ہیں، مگر بعض علوم حدیث کی اصطلاحات کی معنی و مفہوم بیان کرنے میں آپ محدثین سے قدرے مختلف رائے اپنائی ہے۔ مثلاً ھذا حدیث حسن صحیح، حدیث حسن غریب، صحیح غریب وغیرہ کی اصطلاحات میں آپ محدثین سے منفرد ہیں۔ مثلاً امام ترمذی عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے کے بارے میں حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: حدیث غریب حسن۔ اس پر شارح لکھتے ہیں: عراقی کے مطابق مصنف کی عادت ہے حسن کے وصف کو غرابۃ سے مقدم رکھتے ہیں مگر یہاں غرابت کو مقدم رکھنے کا سبب یہ کہ اس حدیث میں غرابت کا وصف غالب ہے یعنی یہ حدیث اس سند کے علاوہ نہیں پائی جاتی اور توابع و شواہد بھی اس حدیث کے نہیں پائے جاتے اس وجہ سے غرابت کا وصف غالب آگیا، لہذا امام ترمذی نے غریب حسن لکھا ہے۔[20]

ایک مقام پر امام ترمذی نے وقد اضطربوا فی اسنادہ: اس پر شارح وضاحت کرتے ہیں: محدثین کے نزدیک مضطرب حدیث ضعیف میں شمار ہوتی ہے، مگر مذکورہ حدیث کے کثیر طرق ہیں جیسا کہ امام طحاوی نے ذکر کیا نیز تعداد طرق کی وجہ سے ضعیف حدیث حسن کے درجے میں پہنچ جاتی ہے۔ امام ابن ہمام کہتے ہیں: جو یہ کہتا ہے کہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کو بر سبیل تسلیم اگر مانا بھی لیا جائے تو بھی حرج نہیں کیونکہ حجت ہونا دلیل کی صحت پر موقوف نہیں بلکہ اس کے لیے حسن ہونا کافی ہے، پس مجتہد حدیث کی صحت کے اختلاف سے آگاہ ہوتا ہے اور اس کی رائے پر اس کا صحیح ہونا غالب ہے تو وہ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے صحیح ہے، کیونکہ محض اختلاف کا ہونا اس کی ترجیح اور ثبوت صحت کو مانع نہیں۔[21]

حضرت ابن عباس سے مروی حدیث ہے کہ وضو صرف اس پر واجب ہوتا ہے جو لیٹ کر سوئے۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے لکھا کہ اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ نے عن قتادہ عن ابن عباس کی سند سے بیان کیا ہے اور اس میں ابو عالیہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔ اس پر شارح موصوف لکھتے ہیں: یعنی یہ حدیث ابی خالد دلانی کی سند کے علاوہ والی سند سے روایت کی گئی، پس سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ والی سند ابن عباس پر موقوف ہے، میں کہتا ہوں ابو داؤد نے اپنی سنن میں کہ لکھا کہ یہ حدیث منکر ہے اس حدیث کو صرف یزید دالانی نے قتادہ سے روایت کیا ہے، اور اس حدیث کا اول حصہ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ اس کو ابو داؤد اور محدثین کی جماعت حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے مگر انہوں نے اس میں سے کچھ ذکر نہیں کیا۔ ابو داؤد کے بعض نسخوں میں ہے: امام ابو داؤد کہتے میں نے یزید دالانی کی حدیث امام احمد بن حنبل کو بیان کی تو انہوں نے اس بات کو مناسبت نہ سمجھتے ہوئے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا: یزید دالانی کس وجہ سے قتادہ

کے اصحاب کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتا ہے، نیز اس کی بیان کردہ حدیث کی پرواہ نہیں کی۔ منذری کہتے ہیں: ابو داؤد نے کہ قتادہ نے ابو العالیہ سے یہ حدیث نہیں سنی، لہذا یہ حدیث منقطع ہو گی۔ اور ابن حبان نے کہا یزید دالانی کثرت سے غلطیاں کرنے والا، بہت زیادہ وہم کرنے والا ثقہ راویوں کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اور کسی اور نے کہا یہ صدوق ہے مگر ان میں کچھ وہم پایا جاتا ہے۔ ابن عدی نے کہا یہ لین الحدیث ہیں یعنی احادیث کو کمزوری کے ساتھ بیان کرتے ہیں پھر آخر میں لکھتے ہیں: ان سب کا ماحصل یہ ہے اس حدیث کے کثیر شواہد موجود ہیں، لہذا یہ حدیث حسن کے درجے سے کسی طرح کم قرار نہ دی جائیگی۔[22]

شارح کا امام ترمذی سے اختلاف کا منہج:

حضرت عمر فاروق سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر کلمہ شہادت پڑھا پھر یہ دعا "اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ المُتَطَهِّرِينَ" پڑھی تو اس کے لیے جنت کے اٹھوں دروازے کھول دے جائیں گے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: اس باب میں نبی کریم ﷺ سے کوئی مستند چیز منقول نہیں۔ اس پر علامہ سندھی لکھتے ہیں: رسول اکرم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ اس پر حدیث موجود ہیں جیسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عمر سے مروی روایت بیان کی کہ تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ یوں کہے: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے وہ داخل ہو جائے۔ اس طرح عقبہ بن عامر کی روایت بھی موجود ہے۔ مزید لکھتے ہیں: تعجب ہوتا ہے مصنف پر کہ وہ اس سند سے حدیث بیان نہیں کی اور دوسری سند بیان کر کے اس پر کلام کیا ہے جبکہ صحیح سند کے ساتھ امام مسلم اور ابو داؤد میں بھی عقبہ بن عامر والی حدیث موجود ہے اس طرح بزار اور طبرانی نے اوسط میں اس روایت کو کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔[23]

امام ترمذی کی بیان کردہ حدیث رسول اکرم ﷺ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد غفرانک پڑھتے تھے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کے حوالے سے لکھا یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ حدیث صرف اس طریق سے معروف ہے: اس پر شارح موصوف لکھتے میں کہتا ہوں: اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے، البتہ صحیحین میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا گیا ہے۔ امام نووی شرح مہذب میں کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت پڑھنے کے بارے میں کثیر احادیث ہیں مگر ان میں کوئی بھی صحیح حدیث نہیں سوائے حضرت عائشہ سے مروی اس روایت کے، اور امام ترمذی کی بھی وَلَا نعرِفُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ سے یہ

مراد ہے۔[24]

صلوٰۃ التسبیح والی حدیث بیان کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: اس حدیث کا بہت سا حصہ صحیح نہیں ہے: اس پر شارح موصوف لکھتے ہیں: ابن حجر کہتے ہیں اس حدیث کو روایت کرنے والوں میں طبرانی، خطیب، آجری، ابو سعید سمعانی، ابو موسیٰ مدینی جیسے اہل علم شامل ہیں، نیز اس حدیث کی تصحیح میں متقدمین و متاخرین کا اختلاف ہے۔ اس حدیث کی تصحیح ابن خزیمہ اور حاکم نے کی ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اور علامہ عسقلانی کہتے ہیں: موضوعات میں اس حدیث کو بیان کر کے ابن جوزی نے ب ُرا کیا۔ قوت المغتذی میں موسیٰ بن عبیدہ اس کے شیخ سعید کا تذکرہ مصنف نے اس حدیث میں ہی کیا ہے۔ اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، امام ذہبی نے میزان میں لکھا کہ ان سے موسی بن عبیدہ روایت کرتے ہیں۔[25] اس کے علاوہ بھی مختلف مقامات پر شارح موصوف نے تخریج حدیث، اصول حدیث اور رجال حدیث پر عمدہ تحقیق پیش کر کے اس شرح کی وقعت میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔

اعلام کا مختصر تعارف مع جرح و تعدیل:

شارح موصوف شرح کرتے ہوئے غیر معروف راوی کا مختصر تعارف بھی کرا دیتے ہیں، بعض اوقات کتب اسماء الرجال سے کسی راوی پر کلام ہو تو وہ بھی کر دیتے ہیں، کہیں اگر راوی کے مبہم ہونے کا گمان ہوتا ہے اس ابہام کو دور کر دیتے ہیں، کہیں اگر نسخوں میں راوی کا فرق ہے وہ بیان کر دیتے ہیں، راوی کے نام کے اعراب کی وضاحت کر دیتے ہیں: جیسے امام ترمذی نے حدیث نقل کی کہ رسول اکرم ﷺ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے کہ اس سے اکثر وسوسے پیدا ہوتے ہیں، اس حدیث کے ایک راوی اشعث بن عبد اللہ ہیں جس کے بارے میں علامہ سندھی لکھتے ہیں: عبد الغنی کہتے ہیں یہ اشعث بن جابر، اشعث بن عبد اللہ، اشعث الاعمی، اشعث الازدی اور اشعث الحملی کے نام سے بھی معروف ہیں، امام ذہبی میزان میں لکھتے ہیں: امام نسائی و دیگر نے ان کی توثیق کی ہے، نیز عقیلی نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا ہے اور کہا اس کی حدیث میں وہم ہے، اور یہ حدیث نقل کی۔ امام ذہبی مزید کہتے ہیں کہ عقیلی کا قول کے اس حدیث میں وہم ہے یہ لائق التفات نہیں، مجھے تعجب ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم نے کیسے اسے روایت نہیں کیا۔[26]

باب قراۃ عیدین میں ابو واقد اللیثی کا نام بیان ہوا تو شیخ ابو الطیب نے ان کا تعارف بیان کیا کہ یہ صحابی ہیں

اور تقریب الاستعیاب میں ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں حارث بن عوف بعض کہتے ہیں حارث بن مالک، یہ قدیم الاسلام ہیں، بدر میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، فتح مکہ پر بنی لیث کا ع لم آپ کے ہاتھ میں تھا، بعض کہتے ہیں یہ فتح مکہ پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے، درست قول اول ہی ہے یہ اہل مدینہ سے تھے اور مکہ میں ایک سال رہے اور وہاں ہی وفات ہوئی۔[27]

حدیث کی تشریح میں ائمہ لغت کے اقوال سے استدلال:

امام ترمذی نے ابواب طہارت سے اپنی کتاب کی ابتداء کی، اس پر شارح موصوف لکھتے ہیں: ابواب طہارت یعنی حدث و خبث سے طہارت کی اصل حسی و معنوی عیب اور برائی سے نظافت و نزاہت حاصل کرنا ہے، رب کا فرمان ہے: {أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ}[28] نماز افضل عبادت ہے تو طہارت اس کے شرائط میں سے ہے، اور شرط طبعاً مشروط پر مقدم ہوتی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ کثیر عبادات کے لیے طہارت ضروری ہوتی ہے۔ امام غزالی کے نزدیک طہارت کے کئی مراتب ہیں، ان میں سے ایک ظاہر کو پاک کرنا، پھر جوارح کو حرام سے پاک کرنا پھر تزکیہ قلب یعنی مذمومہ صفات سے باطن کو ستھرا کرنا پھر تطہیر السر یعنی ماسوااللہ سے دل کو پاک کرنا۔ طہارت کے حوالے سے ابو بکر ابن عربی کے مطابق طہارت کو بفتح الطاء ہو یہ فعل پر دلالت کرتا ہے یعنی پاکی حاصل کرنا اور بضم الطاء یہ عبارت ہے جسے سے پاکی حاصل کی جائے یعنی پانی۔ نہایہ میں ہے طہور بضم سے مراد تطہیر ہے اور بالفتح سے مراد وہ پانی جس سے پاکائی حاصل کی جائے۔ سیبویہ کے مطابق طہور بالفتح سے مراد پانی اور مصدر دنوں ہیں، صاحب نہایہ کے مطابق الطہور بالضم پاک ہونا اور طہور بالفتح سے مراد وہ پانی جس سے پاکائی حاصل ہو یعنی دونوں سے مراد تطہیر ہی ہے۔ امام نووی کے مطابق جمہور اہل لغت کے مطابق طہور اور وضوجب بالضم ہوں گے تو اس سے مراد مصدر ہے اور جب بالفتح اس سے مراد جس کے ساتھ طہارت حاصل کی جائے، جیسے ابن انباری، خلیل، اصمعی، ابوحاتم، ازہری اور ایک جماعت کے مطابق بالفتح سے مراد اسم اور مصدر دونوں ہیں۔ ان اقوال ائمہ کا حاصل یہ کہ بالضم سے مراد مصدر اور بالفتح سے مراد مصدر اور اسم یعنی پانی۔ جب مصدر مراد ہو تو تقدیراً کسی چیز کی حاجت نہیں اور جب مراد اسم ہو تو تقدیر یعنی نماز بغیر پانی کے استعمال کے قبول نہیں ہوگی۔[29]

اس طرح ایک مقام پر حدیث میں وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ یعنی ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ لفظ ویل کی معنی کرتے ہوئے شارح لکھتے ہیں: نہایہ میں ہے ویل کی معنی ہلاکت و مشقت کے ہیں جیسا کہ طیبی نے بیان کیا، اور نکرہ سے ابتداء درست ہے کہ یہ دعا ہے یہ موصوف محذوف صفت کی ہے اور اس کے درست معنی جس کو ابن حبان نے روایت کیا حدیث ابی سعید میں کہ یہ جہنم میں ایک وادی کا نام ہے۔ کہا گیا کہ عذاب کی شدت کو ویل کہا جاتا

ہے۔یہ بھی کہا گیا کہ خون اور پیپ سے بھرے ہوئے جبل کا نام ہے۔ایک معنی مزید یہ ہے کہ ہر مصیبت کے لیے ویل کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کی اصل معنی ہلاکت وعذاب ہے۔[30]

شارحین حدیث وائمہ دین کے اقول و آراء سے حدیث کی توضیح وتسہیل:

شیخ ابو الطیب سندھی حدیث کی شرح کرتے ہوئے کوشش کرتے ہیں معتمد شارحین وجید محدثین کے اقوال و اقتباسات سے عبارت کی تائید و توثیق کردی جائے، متقدمین و متاخرین شارحین میں سے علامہ ابن حجر عسقلانی، بدر الدین عینی، علامہ قاضی عیاض، علامہ طیبی، ابن عربی مالکی، امام نووی، علامہ باجی، ابن ملقن، امام سیوطی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور خصوصا حنفی محدث و محقق علی الاطلاق شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر کے اقوال و اراء سے اپنی شرح کو مزین کرتے ہیں، اس کے ساتھ کثیر معتمد و مختار کتب سے نادر تحقیقات کے اقتباسات شارح موصوف کے تبحر علمی و گہرائی فکر اور دقت نظر کے شاہد ہیں۔

خلاصہ بحث:

مدرس و امام مسجد نبوی شیخ ابو الطیب سندھی قرآن، حدیث و فقہ پر عمیق نگاہ رکھتے تھے، آپ کو احادیث و علوم حدیث میں کامل مہارت حاصل تھی، یہ شرح آپ کی علمی تحقیق کا عظیم شاہکار ہے اور ان کے بعد ترمذی کی شرح کرنے والے اس شرح سے مستغنی نہیں ہو سکے اور اپنی شروحات میں ان کے اقتباسات نقل کئے ہیں، اس شرح میں شارح نے جامع ترمذی کی تمام احادیث کی سہل شرح کی ہے، یہ عظیم شرح ارباب علم و تحقیق کی توجہ کی طلب گار ہے کہ اس شرح کو تحقیق کے ساتھ باوقار انداز سے جدید لوازمات کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگان علم اس عظیم شرح مستفید ہوتے رہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ابن عربی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ مالکی، اندلسی، **عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ)، 05:1
Ibn Al-Arabi, Abū Bakr Muhammed bin Ābdullah, Al-Maliki, **Āridat al-Ahwadhī bī-Sharh Sahih al- Tirmadhī**, (Baīrūt: Dār Al-Kutub Al-Ilmiyāh1418), 1:05

[2] عتر، نور الدین، **الامام الترمذی والموازنۃ بین جامعہ وبین الصحیحین** (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۸ھ)، 51
Itr, Nūrūddīn, **Al Imam Tirmadhī wal Moāwzanātu Baen Jami 'w-Sahihain**, (Baīrūt: Mu'assasa Al-Risālah,1408AH) 51

[3] حسنی، عبد الحی بن فخر الدین بن عبد العلی، **نزہۃ الخواطر** (بیروت: دار ابن حزم، ۱۹۹۹ء)، 689:6

Hasanī, Abdul Hay bin Fakhar uddin, **Nuzhat al Khawatīr**, (Baīrūt: Dār Ibn e Hazam 1999) 06: 689

4 عجلونی، اسماعیل بن محمد، **حلیۃ الفضل والکمال**(عمان: دار الفتح، ۲۰۰۹)، 127

Ajlūni, Ismail bin Muhammad, **Hilyatul fadal wal Kamal**, (Oman: Dār al Fateh 2009) 127.

5 مرادی، محمد بن خلیل، **سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر**،(بیروت: دار الکتب العلمیہ)2:303، انصاری، عبد الرحمٰن بن عبد الکریم، **تحفۃ المبین والانساب**(تیونس: مکبتۃ العتیقیہ، ۱۹۷۹)، 462،487

Muradi, Muhammad bin Khalil, **Silk al Durar fī ayān al Qarn al Sani ashar** (Baīrūt: Dār Al-Kutub Al-Ilmiyāh) 02: 303. & Ansari, Abdur Rahman bin Abdul Kareem,**Tuhafatul Muhibeen wal Ansāab**, (Tunis: Makatabatal Al Ateeqiya, 1979) 462, 487.

6 انصاری، عبد الرحمٰن بن عبد الکریم، **تحفۃ المبین والانساب**(تیونس: مکبتۃ العتیقیہ، ۱۹۷۹)335

Ansari, Abdur Rahman bin Abdul Kareem, **Tuhāfatul Muhibeen wal Ansāab**, (Tunis: Makatabatal Al Ateeqiya, 1979) 335.

7 مؤلف، نامعلوم، **تراجم اعیان المدینہ فی القرن الثانی عشر**(جدہ: دار الشروق)، 78

Author unknown, **Tarajim Ayān al Madina fī alqarn 12** (Jeddah, Dār Al Shurooq) 78.

8 **الفہرس الشامل لتراث العربی الاسلامی** الحدیث(عمان: موسستہ آل بیت)، 2:751

Al Fihras Alshamil, Līl-Turath, Al Arabi al-Islamī (AlHadith), (Amman, Muasisat Al Bait) 02:751

9 بغدادی، اسماعیل پاشا بن محمد امین، **ایضاح المکنون**،(بیروت: دار الفکر)، 2:223

Baghdadi, Ismail Pasha bin Muhammad Ameen, **Idhah al-Maknoon** (Baīrūt: Dār al Fiker) 02:223

10 سندھی، ابو الطیب، محمد بن عبد القادر، **حیاۃ المحجۃ وایضاح الوجہۃ** (کانپور: مکتبہ نظامیہ، ۱۲۹۹ھ)، 1:169، 285

Sindhi, Abu Tayyab Muhammad Bin Abdul Qadir, **Hayyat al Mahjah** (Kanpur, Maktaba Nizami, 1299 A.H) 01:169, 285

11 مؤلف، نامعلوم، **تراجم اعیان المدینہ فی القرن الثانی عشر**،(جدہ: دار الشروق)، 78

Author unknown, **Tarajim Ayan al Madina fi alqarn 12** (Jeddah, Dār Al Shurooq) p. 78.

12 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **کتاب العلل**(بیروت: دار احیاء تراث العربی)738

Tirmadhī, Muhammad bin Isa, **Kitab ul Ilal**, Baīrūt: Dār e ihya Turath, Al Arabi, , p.738

13 ذہبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد، **سیر اعلام النبلاء**(بیروت: موسستہ الرسالہ، ۱۹۸۵)، 13:277

Dhahabi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad, **Se`ar A`lam un Nubala** (Baīrūt: Mu'assasa Al-Risālah, 1985) 13:277

14 **ایضاً**، 13:277

Ibid, 13:277

[15] دہلوی، شاہ ولی اللہ، **حجۃ البالغہ** (بیروت: دار الجیل، ۲۰۰۵)، 259:1

Dehlvī, Shah Waliullah, **Hujjatul Albalighā**, (Baīrūt: Dāral Jeyal, 2005 A.D) 1:259

[16] دہلوی، شاہ عبد العزیز، **بستان المحدثین** (یوپی انڈیا: مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، ۱۴۱۷ھ)، 315

Dehlvī, Shah Abdul Aziz, **Bustan ul Muhadiseen**, (UP, India: Mufti Elhai Bux academy, 1417 A.H) 315

[17] سندھی، ابو الطیب، محمد بن عبد القادر، **حیاۃ المحجۃ وایضاح الوجۃ** (کانپور: مکتبہ نظامیہ، ۱۲۹۹ھ)، 02:1

Sindhī, Abu Tayyab Muhammad Bin Abdul Qadīr, **Hayyat al Mahjah**, (Kanpur: Maktaba Nizami, 1299 A.H) 01: 02

[18] ایضاً، 49:01

Ibid, 1:49

[19] ایضاً، 54:1

Ibid, 1:54

[20] ایضاً، 418:1

Ibid, 1:418

[21] ایضاً، 401:1

Ibid, 1:401

[22] ایضاً، 103:1

Ibid, 1:103

[23] ایضاً، 83:1

Ibid, 1: 83

[24] ایضاً، 35:1

Ibid, 1:35

[25] ایضاً، 454:1

Ibid, 1:454

[26] ایضاً، 57:1

Ibid, 1: 57

[27] ایضاً، 499:1

Ibid, 1:499

[28] الاعراف، 82:7

Al-A'raf, 7: 82

[29] ایضاً، 19:1

Ibid, 1:19

[30] ایضاً، 71:1

Ibid, vol. 1, p. 71